گیارہویں شریف کی رسم

از: مولانا ندیم احمد انصاری
ڈائریکٹر الفلاح اسلام فاؤنڈیشن، انڈیا

ماہِ ربیع الثانی قمری سال کا چوتھا مہینہ ہے۔ اس مہینہ سے متعلق اسلام نے کوئی خاص حکم نہیں دیا ہے؛ البتہ اس مہینہ میں برصغیر میں ایک عمل بہت رواج پا گیا ہے، جسے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ہے: 'گیارھویں شریف'۔

گیارہویں شریف

ہر قمری مہینے کی گیارہویں رات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام جو کھانا بنایا جاتا ہے، وہ 'گیارہویں شریف' کے نام سے مشہور ہے۔ (دیوبندی بریلوی اختلافات:۴۶) گویا ہر مہینے کی گیارہ تاریخ کو چھوٹی گیارہویں اور سالانہ، ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو بڑی گیارہویں شریف منائی جاتی ہے۔

گیارہویں کی ابتداء

گیارہویں کی ابتداء کے متعلق مطالعۂ بریلویت میں ہے:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ گیارھویں چلی کہاں سے ہے؟ اور ہندوستان میں انگریز کی آمد سے پہلے کیا کبھی گیارہویں کا عمل کسی جگہ ہوا تھا؟

شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ چھٹی صدی میں پیدا ہوئے۔ ظاہر ہے کہ اس سے پہلے اسلام کی پانچ صدیوں میں ''گیارہویں شریف'' کی رسم یا تقریب کہیں نہ تھی، آپ کے بعد یہ کب جاری ہوئی؟ اس کی تاریخی تحقیق نہایت ضروری ہے۔ جب ہم اس کی جستجو کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ تیرہویں صدی کے نصف اول تک اہل السنۃ والجماعۃ میں گیارھویں کے نام سے کوئی دینی تقریب یا مذہبی رسم قائم نہ ہوئی تھی.... ہم تو اس کی تلاش کرتے کرتے تھک گئے؛ مگر افسوس! کہ ہمارے ان صاحبوں نے بھی جو کہ اسے بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں، اس سلسلہ میں ہماری

کوئی مدد نہیں کی اور اس باب میں کوئی مستند حوالہ ہمیں نہیں دکھا سکے۔(مطالعۂ بریلویت: ۳۱۵/۶-۳۱۳)

صرف شیخ جیلانیؒ کی ہی گیارہویں

بے شک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ایک بڑے بزرگ ہیں، جن کی عظمت مسلَّم ہے، ان کی شان میں بے ادبی وگستاخی گمراہی کی علامت ہے؛ لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق میں انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، اور انبیاء میں سب سے افضل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر خلفاءِ راشدینؓ اور ان کے بعد عشرۂ مبشرہ وباقی ماندہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا درجہ بدرجہ مقام ہے۔ بہ غور سوچیے کہ انبیاء اور صحابہؓ جیسی مقدس ہستیوں کا 'یومِ وفات' منانے کی شریعت نے کوئی تاکید نہیں کی تو شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ جیسے ایک ولی کا یومِ وفات منانے کا کیا مطلب؟

ویسے بھی دن منانا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں؛ کیوں کہ مراتب ودرجات کا لحاظ کرکے سب سے پہلے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین- ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور سال کے کل ایام تین سو چون یا تین سو ساٹھ ہیں، تو سب کے ایام وفات منانے کے لیے مزید دن کہاں سے لائیں گے؟ اور انبیاء کرامؑ وصحابۂ کرامؓ کو چھوڑ کر ان سے کم اور نیچے کے درجے والے بزرگوں کے دن منائے جائیں تو یہ انبیا علیہم السلام وصحابۂ کرامؓ کے مراتب میں رخنہ اندازی ہے۔

اس کے علاوہ واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی تاریخِ وفات میں بڑا اختلاف ہے۔ 'تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر' میں آٹھ اقوال بیان کیے گئے ہیں: ساتویں، آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں اور سترہویں ربیع الاول اور اس کے بعد لکھا ہے کہ صحیح دسویں ربیع الاول ہے۔ اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخؒ کے خلفاء ومریدین ومتبعین نے بھی آپؒ کی تاریخِ وفات اور دن وماہ کی تعیین کے ساتھ برسی اور یومِ وفات منانے کا اہتمام نہیں کیا ہے، ورنہ تاریخِ وفات میں اتنا شدید اختلاف نہ ہوتا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ بزبانِ خود فرماتے ہیں:

اپنے آقا کی خوشنودی سے محروم ہے وہ شخص جو اس پر تو عمل نہ کرے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اور اس میں مشغول رہے، جس کا حکم نہیں دیا گیا، یہی اصل محرومی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ

جدید ترتیب: ۲/۷۷-۶۷ بتصرف)

یہ سب متأخرین کی خودکاریاں ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میرے استفسار پر میرے استاذ شیخ عبدالوہاب متقی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

بعض متأخرین نے بعض مغربی مشائخ کی زبانی بیان کیا کہ جس دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے وصالِ الٰہی فرمایا، اس دن کو لوگوں نے ازخود دیگر دنوں کی بہ نسبت زیادہ خیر وبرکت اور نورانیت کا دن بنالیا ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر سر جھکائے رہے، پھر سر اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ زمانۂ ماضی میں یہ سب التزامات کچھ نہ تھے، یہ سب تو صرف متأخرین کی اختیار کی ہوئی باتیں اور خودکاریاں ہیں۔ (ماثبت بالسنۃ: ۶۹)

یہی وجہ ہے کہ ہندوستان سے باہر عراق (جہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا مزار ہے) اور مصر وشام بلکہ ملیشیا اور انڈونیشیا تک کہیں یہ بات نہیں ملتی کہ کسی مسجد یا مدرسہ یا کسی قبرستان میں کوئی تقریب ’گیارہویں شریف‘ کے نام سے منعقد کی گئی ہو۔ (مطالعۂ بریلویت: ۶/۳۱۳)

اس کا سرا ہندوانہ رسوم سے ملتا ہے

’تحفۃ الہند‘ میں مولانا عبیداللہ رقمطراز ہیں:

’’ہندوؤں کے ہاں میت کو کھانے کا ثواب پہنچانے کا نام ’سرادھ‘ ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہوجائے تو پہلے اس پر پنڈت کو بلاکر کچھ ’بید‘ پڑھواتے ہیں اور مُردوں کے لیے ثواب پہنچانے کے لیے ان کے ہاں خاص دن مقرّر رہیں، خصوصاً جس دن (وہ) فوت ہو، ہر سال اسی دن ختم دلانا یعنی برسی یا موت کے تیرھویں دن، بعض کے نزدیک پندرھویں دن اور بعض کے نزدیک تیسویں یا اکتیسویں دن، ثواب پہنچانے کے لیے مقرر ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور برسی مقرر کرلیے اور کھانا تیار کرواکر اس پر ختم پڑھوانا شروع کردیا؛ حالاں کہ رسول اللہ ﷺ سے ان میں سے کوئی رسم بھی ثابت نہیں‘‘۔ (مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج: ۲۳، دارالاندلس)

گیارہویں شریف اور اس کے کھانے کا حکم

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”غریبوں کو کھانا کھلانا، اور قراءتِ قرآن کے ذریعے مُردوں کو ثواب پہنچانے کو کسی نے منع نہیں کیا، اس باب میں جو منع ہے تو (وہ) اس طرح مخصوص ہیئت سے ایصال (ثواب کرنے) کو منع کرتے ہیں، جس میں تشبہ بکفّار لازم آجاوے، یا تقییدِ مطلق کی آجاوے کہ یہ دونوں (امور؛ تشبہ بالکفار اور مطلق کو مقید کرنا لازم آئے؛ کیوں کہ) تمام امت کے نزدیک (یہ دونوں باتیں) حرام وبدعت ہیں۔ (البراہین القاطعہ: ۱۷)

حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں:

گیارہویں کی نیاز سے اگر مقصود ایصالِ ثواب ہے تو، اس کے لیے گیارہویں تاریخ کی تعیین شرعی نہیں۔ نیز حضرت غوث الاعظمؒ کی (کوئی) تخصیص نہیں۔ تمام اولیاءِ کرامؒ اور صحابۂ عظامؓ اس کے مستحق ہیں۔ سال کے جن دنوں میں میسر ہو اور جو کچھ میسر ہو، اور جو کچھ صدقہ کر دیا جائے، اور اس کا ثواب بزرگانِ دین اور امواتِ مسلمین کو بخش دیا جائے۔ فقراء اس کھانے کو کھا سکتے ہیں، امراء اور صاحبِ نصاب نہیں کھا سکتے؛ کیوں کہ یہ ایصالِ ثواب کے لیے بطورِ صدقہ ہے۔ (کفایت المفتی: ۱/۱۶۶)

مولانا احمد رضا خاں صاحب بھی اسی کے قائل ہیں:

جو عامی شخص اس تعیینِ عادی کو توقیتِ شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان کے علاوہ دنوں میں ایصالِ ثواب ہوگا ہی نہیں، یا جائز نہیں، یا ان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل ووافر ہے، تو بلاشبہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اور اس گمان میں خطا کار اور صاحبِ باطل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید: ۹/۱۵۹)

گیارھویں شریف میں چراغاں کرنا

”گیارہ ربیع الاول کو چراغاں یا روشنی کرنا..... بالکل ناجائز اور بدعت ہے اور دیوالی کی پوری نقل ہے۔ مساجد میں بھی نمازیوں کی ضرورت سے زیادہ رسماً ورواجاً روشنی کرنا اسراف وحرام ہے۔ اگر متولی مسجد کے مال میں سے ایسا کرے گا تو اس کو اس کا تاوان دینا ہوگا“۔ (فتاویٰ رحیمیہ جدید ترتیب: ۲/۷۷)

گیارہویں شریف: ’اہلِ حدیث‘ کی نظر میں

مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”ختمِ گیارہویں کا رواج نہ زمانۂ رسالت میں تھا نہ عہدِ خلافت میں؛ اس لیے بدعت

ہے۔ حدیث میں ہے، آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کام ہم نے نہ بتایا ہو، نہ کیا ہو....وہ مردود ہے؛ اس لیے ایسی بدعت کی مجلس میں شریک ہونا یا اس چیز کا کھانا گناہ ہے، خدا کے واسطے دینا منع نہیں؛ لیکن گیارہویں کے نام سے کرنا شرک یا کم سے کم بدعت ہے۔ ایسے افعال سے خود حضرت پیر صاحبؒ نے منع فرمایا ہوا ہے"۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۳۵۸)

مولانا مودودی صاحب کا موقف

جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں:

"اگر کوئی مالی یا بدنی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے کی جائے اور بزرگانِ دین میں سے کسی کو اس غرض کے لیے اس کا ثواب ایصال کیا جائے کہ وہ بزرگ اس ہدیے سے خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہدیہ بھیجنے والے کے سفارشی بن جائیں، تو یہ ایک ایسا مشتبہ فعل ہے، جس میں جواز وعدمِ جواز؛ بلکہ گناہ اور فتنے کی سرحدیں ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہو جاتی ہیں اور میں کسی پرہیزگار آدمی کو یہ مشورہ نہ دونگا کہ وہ اپنے آپ کو اس خطرے میں ڈالے۔

رہے وہ کھانے جو صریحاً کسی بزرگ کے نام پر پکائے جاتے ہیں اور جن کے متعلق بالفاظِ صریح یہ کہا جاتا ہے: یہ فلاں بزرگ کی نیاز ہے اور جن کے متعلق پکانے والے کی نیت بھی یہی ہوتی ہے کہ یہ ایک نذرانہ ہے، جو کسی بزرگ کی روح کو بھیجا جا رہا ہے اور جن سے متعلق ہمارے یہاں طرح طرح کے آداب مقرر ہیں اور بے حرمتی، کی مختلف شکلیں ممنوع قرار پاتے ہیں اور ان نیازوں کی برکات اور فوائد کے متعلق گہرے عقائد پائے جاتے ہیں، تو مجھے ان کے حرام اور گناہ ہونے؛ بلکہ عقیدۂ توحید کے خلاف ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے"۔ (رسائل ومسائل: ۲/۲۰۸)

❁ ❁ ❁